Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION AND CULTURE(JICC)

Volume 3, Issue 1 (Jan-June, 2020)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/8
URL: http://ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/89/95
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v3i01.89

Title The Evolution of Ottoman Architecture and its Distinct Characteristics

Author (s): Sana Zia, Safiya Noor

Received on: 29 June, 2019
Accepted on: 29 May, 2020
Published on: 25 June, 2020

Citation: Sana Zia and Safiya Noor, "Construction: The Evolution of Ottoman Architecture and its Distinct Characteristics," JICC: 3 no, 1 (2020): 156-167

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

عثمانی فن تعمیر کا ارتقاءاوراس کی خصوصیات

The Evolution of Ottoman Architecture and its Distinct Characteristics

سناضیاء*

صفیہ نور**

Abstract:

Architecture reflects and pinpoints its nation's progress and mindset. Ottoman Empire, which ruled over three continents, is known for its unique and magnificent architecture represented by grand mosques, seminaries and imperial palaces .The so called Ottoman Architecture was created with in the domain of the Ottoman Empire and is known for its distinct characteristics. This architecture was initially influenced by Seljuk architecture. All Ottoman Sultans had special taste for architecture .Later on, the center was shifted to the capital of the fallen Byzantine Empire, and thus got inspirations from byzantine art .The known architect of that era was Sinan who revolutionized the most well art of architecture. He designed almost three hundred buildings distinguished for spacious courtyards surrounded by vast gardens. In the 18th century, Ottoman Sultanate came into contact with Europe, and therefore Baroque influences came to be seen in their architecture.

Hence, internal decorations became prominent in the architecture.

Key Words: Ottoman Architecture, Seljuk Architecture, Mosques, Classical period

*لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ اسلامک سٹڈیز، ویمن یونیورسٹی، مردان

**ایم—اے اسلامک سٹڈیز، ڈیپارٹمنٹ اسلامک سٹڈیز، ویمن یونیورسٹی، مردان

تعارف:

سلطنت عثمانیہ تمام اسلامی ریاستوں میں سب سے زیادہ وسیع ترین سلطنت تھی۔انہوں نے نہ صرف ایشیاء،افریقہ اور یورپ میں فتوحات کی بلکہ انہوں نے مختلف علاقوں میں فن تعمیر کے ذریعہ بھی شہرت حاصل کی۔ان کی فن تعمیر کی مثالیں ان تینوں براعظموں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔انہوں نے محلات، مساجد، مدارس،پل اور قلعے تعمیر کئے جن کی ایک بڑی تعداد آج بھی موجود ہے۔انہوں نے جن شہروں میں یہ عمارتیں تعمیر کی وہ آج بھی فن تعمیر کا اعلی نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔

عثمانیوں کا ابتدائی فن تعمیر سلجوقی طرز تعمیر سے متاثر تھا لیکن قسطنطنیہ کی فتح کے بعد یہ رومی طرز تعمیر کے زیر اثر آ گیا اور بعد ازاں اس میں مزید بہتری لائی گئی جو بالآخر جدید عثمانی طرز تعمیر کے طور پر دنیا بھر میں معروف ہوا۔[1] ارتقاء کے لحاظ سے عثمانی فن تعمیر کو تین بڑے بڑے ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔سب سے پہلا دور قسطنطنیہ کی فتح سے قبل تیرھویں تا پندرھویں صدی عیسوی کے درمیان کا وہ دور ہے، جس کا تعلق عثمانیوں کی ایک چھوٹی سی ''حکمرانی'' سے ایک ''سلطنت'' میں تبدیل ہونے کے ایک عبوری زمانہ سے ہے۔دوسرا دور ''قسطنطنیہ'' کی فتح سے سولہویں صدی عیسوی کے وسط تک کا زمانہ ہے جو سلطنت عثمانیہ کا کلاسیکی دور کہلایا جاتا ہے جو فن تعمیر کے لحاظ سے انتہائی ترقی یافتہ دور ہے۔تیسرا دور سولہویں صدی عیسوی کے اختتام سے بیسویں صدی تک کا ہے جو سیاسی اور اور معاشی زوال کا دور تھا۔جو نسبتاً کمزور اور کم تر مقدار میں تعمیراتی کاموں پر مشتمل تھا اور اس دور میں یہاں پر یورپ کا اثر ورسوخ بہت بڑھ گیا تھا۔[2]

فن تعمیر کے مختلف ادوار:

عثمانی فن تعمیر کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے:

1)ابتدائی دور

2)کلاسیکی دور

3)آخری دور

ابتدائی دور:

عثمانی طرز تعمیر کا ابتدائی دور قدیم دور کہلایا جاتا ہے جو ۱۳ویں صدی عیسوی سے ۱۵ویں صدی عیسوی پر محیط ہے۔۱۳ویں صدی عیسوی کے آغاز سے خلافت عثمانیہ کا آغاز ہوتا ہے جن کا صدر مقام ازنیق تھا۔اس لئے ابتدائی تعمیرات ان دو مقامات ازنیق اور برصہ میں ہوئیں۔ان کی اولین تعمیر کردہ عمارتوں نے قبے دار تعمیرات

کے ایک نئے اسلوب کو رواج دیا جو ارتقاء کی منازل سے گزرتا ہوا استنبول اور عثمانی ترکوں کی عظیم الشان مساجد کے اسلوب تعمیر تک پہنچ گیا۔[3]

سب سے پرانی مسجد ازنیق کے جنوب مشرقی جانب 40 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع سوگوٹ (Sogut) میں تعمیر ہوئی[4] جس میں بعد میں کچھ تبدیلیاں کر کے ایک مینار اور لمبی قوس نما کھڑکیوں کا اضافہ کیا گیا۔[5] اس دور کی دوسری تعمیر کردہ مسجد ازنیق (Iznik) میں واقع ہے جو عثمانی فن تعمیر کا پہلا اہم مرکز تھا اور جہاں پہ واحد گنبد والی مسجدیں موجود ہیں جو بازنطینی اور مسلمانوں کی فن تعمیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔[6] ہیسی اوزبک جامع (Haci ozbek Camii) ہے جو ۱۳۳۱ء میں تعمیر ہوئی ایک چھوٹی سی مسدس شکل کی عمارت ہے جس کو ایک نصف کروی محراب سے ڈھانکا گیا ہے۔اس محراب کا قطر ۴ میٹر ہے جو ترکی مثلثوں کے ایک زون پر رکھا گیا ہے۔اس کا اصل سائبان مغربی جانب تھا اور یہ ان تین اضافی (برآمدے سے آگے نکلے ہوئے) حصوں پر مشتمل تھا جو سنگ مرمر کے دو ستونوں پر رکھے گئے ہیں۔یہ دونوں اضافی حصے پائپ کے محراب نما چھت سے ڈھکے ہوئے تھے۔جبکہ وہ اضافی حصہ جو داخل ہونے کے راستے کے اوپر تھا وہ ایک الٹی طرف سے آنے والے محراب نما چھت سے چھپایا گیا تھا۔اسکے ساتھ ساتھ سائبان کی شمالی اور جنوبی جانبوں کو آندھی وغیرہ سے محفوظ کرنے کے لیے دیواروں سے مضبوط کیا گیا تھا۔اس دور کی دوسری مساجد میں برصہ کی "الاتین جامع" (Alaettin Camii) جو ۱۳۳۵ء میں تعمیر ہوئی اور بائلیسک (Bilecik) کی "اورخان غازی جامع" (Orhan ghazi camii) شامل ہے۔الاتین جامع کی شکل اور سائز" ہیسی اوزبک جامع" (Haci ozbek Camii) کی طرح ہے۔اس میں صرف یہ فرق ہے کہ اس کا سائبان اور اندر جانے کا راستہ شمالی جانب ہے اور یہ دونوں محراب کے ساتھ ساتھ آگے نکلے ہیں۔[7]

"اورخان غازی جامع" کا نقشہ بھی بالکل اسی طرح ہے مگر یہاں پر نماز کے ہال کا سائز ۴ بڑے قوس شکل کے طاقوں کے ذریعہ ۲۵/۹ میٹر زیادہ وسیع کیا گیا ہے۔اس طرح یہ عمل اس مسجد کو "ہیسی اوزبک جامع" (Haci ozbek Camii) سے دوگنی سائز کا بنا دیتی ہے جس کا گنبد تقریباً اسی سائز کا ہے۔دیواروں کو دو بڑی کھڑکیوں کے ذریعہ کاٹا گیا ہے۔اور محراب کو دو مزید بڑی کھڑکیوں سے اس طریقے سے بڑا کیا گیا ہے جو بعد کی عثمانی دور کی مسجدوں کا ایک معیار تعمیر بن گیا۔[8]

دوسری بڑی امتیازی ارتقاء عثمانی دور کی مساجد میں جو ہوئی وہ "ازنیق" میں "یسلی جامع" (Yesil Camii) جو ۱۴ویں صدی میں تعمیر ہوئی ہے۔اس میں سائبان تین لمبے برآمدوں کی دیواروں سے آگے نکلے

ہوئے اضافوں پر مشتمل ہے۔ یہ اضافے ایک اونچی پائپ نما گنبد کے ساتھ درمیانی آگے نکلے ہوئے اضافے کے ساتھ ہر طرف سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ سائبان تین اطراف سے شمالی جانب کے درمیان میں ایک پتھر کے دروازے کے فریم سے بنی ہوئے راستے کے ساتھ کھول دیا گیا ہے، یہی سائبان مسجد کے اس بڑے حصے کی طرف آگے بڑھا ہوا ہے جس میں ایک تکونی پیش دالان اور ایک نماز والا حال ہے۔ ارکیڈ کا مرکزی برآمدے کی دیوار سے آگے نکلا ہوا اضافہ ایک پائپ نما گنبد سے ڈھانکا گیا ہے۔ مسجد کی شمالی مغربی جانب پر سلجوق طرز (سٹائل) کے اینٹوں سے بنا منارہ لگایا گیا ہے جو عثمانی مساجد میں ایک روایتی عمل بن چکا ہے۔[9] برصہ کی فتح ۱۳۲۵ء کے ساتھ تعمیرات میں مزید اضافہ ہوا۔اس دور میں سب سے ممتاز تبدیلیاں جو مساجد کی فن تعمیر میں ہوئیں وہ "اور خان کی شاہی مسجد" کے ساتھ واقع ہوئیں۔ جو ایک قسم کی عثمانی گنبد نما عمارات کو سلجوقی مدرسوں کے نقشوں میں ڈالنا ہے۔ یہ مسجد ایک مرکزی گنبد نما صحن پر مشتمل ہے۔ جو تین گنبد نما چیمبروں کی طرف کھلتا ہے۔ اس عمارت میں برآمدے کے دیواروں سے نکلے ہوئے پانچ اضافوں سے جڑے ہوئے سائبان اور ایک چھوٹے پیش دالان کے ذریعہ داخل ہو جایا جاتا ہے۔ اسکا نقشہ ایرانی چار ایوانوں والے نقشہ سے احذ کیا گیا ہے۔ اس طرح سلطان مراد کے جانشین بایزید نے انگریزی حرف "T" شکل والے نقشہ پر ۹۵-۱۳۹۱ء کے درمیان ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد میں جو تبدیلیاں کی گئی تھیں، ان میں بعد میں تعمیر ہونے والے ایوانوں کو نماز کے ہال کے کنارے کے ساتھ ساتھ سیٹ کرنا شامل تھا۔ یہ عمارت اپنے اس سائبان کے لیے زیادہ قابل ذکر ہے جو پاؤں کے سہارے اونچے کیے گئے محرابی کمانوں کے استعمال اور اسکی بلندی کی وجہ سے عثمانی دور کا پہلا یادگار سائبان گردانا جاتا ہے۔ اسی طرح سلطان محمد اول کمپلیکس کی مسجد بھی "T" شکل والے نقشے پر بنائی گئی تھی اس میں جو سب سے بڑی تبدیلی ہے وہ زیادہ شوخ رنگ کی سبز ٹائلز کا استعمال ہے۔[10]

شاہی مسجد کے ساتھ ساتھ بایزید اول نے برصہ میں ایک عظیم الشان جامع مسجد "اولو جامع" ۹۹-۱۳۹۶ء میں تعمیر کی۔ اولو جامع "T" شکل کی مسجدوں کے مقابلہ میں مختلف ڈیزائن کا تصور پیش کرتی ہے۔ یہ مسجد ایک بڑے تکونی احاطہ (۵۶/۶۰ m) پر مشتمل ہے جس کے بیس گنبد ہے۔ اس مسجد کے دو مینار شمال مغربی اور شمال مشرقی کونوں میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس مسجد کا پہلا مرحلہ بایزید اول کے دور میں اختتام پذیر ہوا پھر محمد اول اور محمد ثانی نے اس کو مزید وسعت دی۔[11]

کلاسیکی دور:

دوسرا دور کلاسیکی دور کہلایا جاتا ہے۔ یہ دور عثمانیوں کے عروج کا دور تھا۔ دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ فن تعمیر

میں بھی بے تحاشا ترقی ہوئی اور انہوں نے خوبصورت مساجد اور محلات کا اضافہ کیا جو آج تک فن تعمیر کے اعلی نمونے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دور فتح قسطنطنیہ سے لے کر ۱۶ ویں صدی عیسوی کے وسط تک کے زمانے پر محیط ہے۔ کلاسیکی دور کی اصل بنیاد "اُوج سریفیلی جامع" سے رکھی گئی ہے۔ "اوج سریفیلی جامع" ۱۴۳۸-۴۷ء میں تعمیر ہوئی۔ اس کا گنبد ۲۷ فٹ ہے۔ پہلی دفعہ یہاں پر خوبصورت وضو کرنے کی جگہیں اور فوارے نسب کئے گئے۔ اس میں میناروں اور بالکونیوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ مسجد تعمیر اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس میں سرخ پتھر کا عجیب استعمال کیا گیا ہے۔[12]

۱۴۵۳ء میں فتح قسطنطنیہ کے نتیجہ میں عثمانی فن تعمیرات کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور "آیا صوفیہ" گرجہ کو مسجد میں تبدیل کرنا ہے۔ اسکی عمارتی وحدت ان اجزا سے مرکب تھی: ایک مرکزی گنبد، جس کے آس پاس سیدھے خط میں دو نیم گنبد اور دونوں پہلوں پر متقاطع محرابیں۔ چنانچہ اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اسکے نمونہ پر بعد میں استنبول میں بڑی بڑی الیشان مسجدیں تعمیر ہوئیں۔[13] روشنی کے لئے چھوٹے بلوری چراغ آویزاں تھے۔ منبر نہایت بلند تھا اور اس مسجد کے نہایت خوبصورت مخروطی مینار مسلمانوں نے بنوائے۔[14]

سلطان محمد فاتح نے اپنے دور میں سب سے بڑی مسجد تعمیر کی وہ "فاتح جامع" تھی جو ۱۴۷۰ء ۱۴۶۳ء میں تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد ۱۷۶۶ء کے زلزلہ سے متاثر ہوئی تھی۔ استنبول کی تمام مساجد میں سب سے پرانی ہے۔ سلطان نے مسجد کے علاوہ علوم قدیمہ کی تدریس کا بھی خاص انتظام کیا تھا جو استنبول کا مشہور دار لعلوم بھی تھا۔[15] اس عمارت کی ایک نقل انہی بنیادوں پر بعد میں (۱۸ ویں صدی) میں کھڑی کی گئی، فاتح جامع کی سب سے زیادہ قابل ذکر خصوصیت اسکی ۲۶ میٹر وسیع وعریض محرابی گنبدی چھت ہے۔ یہ بعد کے سو سال تک رہنے والی سب سے بڑی محرابی گنبد نما عمارت تھی۔ مسجد کا صحن تکونی ہے اور اس کے دو مینار ہے جو مسجد کے شمالی دیوار کے بالمقابل رکھے گئے ہیں۔ دوسری مسجد "بایزید کی شاہی کمپلیکس" میں واقع تھی۔ اس مسجد میں دونوں نظریوں کو یکجا کیا گیا ہے یعنی صحنوں کا نیا تصور اور بڑے بڑے گول محرابی گنبدوں کا نسبتاً پرانہ تصور جس میں ایک محرابی گنبد پر مشتمل یونٹ ہوتے تھے اور اس میں درویشوں کے ہاسٹل شامل کیے جاتے تھے۔ ایک اور کمپلیکس بایزید نے "اماسیہ" میں تعمیر کی جس کا "کپہ یگلدرسہ (Kapiaga Madrassa)" مربع شکلوں والے فن تعمیر سے الگ ہے۔ یہ ایک آٹھ زاویہ عمارت ہے جو ایک ارکیڈ شکل کے صحن کے گرد تعمیر کی گئی ہے۔ سب سے عمدہ ترین بایزید کی وہ مسجد ہے جو ۱۴۹۰ء میں استنبول میں شروع ہوئی۔ اس عمارت کی شکل صلیب نما ہے۔ اس مسجد

کی فن تعمیر کی ایک بڑی کامیابی یہ ہے کی اس میں بڑے مدور (گول) محرابی گنبد کے ساتھ ایک اور اس طرح کا نصف مدور محرابی گنبد کا اضافہ کیا گیا۔[16]

عثمانی فن تعمیر کا کلاسیکی دور معمار سنان بہترین پیش کرتا ہے جو کہ ۱۵۸۸ء سے ۱۴۸۹ء کے درمیان سلطنت کا سب سے بڑا معمار تھا۔سنان کے اعلیٰ فنی شاہکار ادرنہ کی سلیمیہ مسجد، استنبول کی سلیمانیہ مسجد اور مسجد عاتک ولیدی (Atik Valide) سلطان مسجد کمپلیکسز ہیں۔سنان کا فن تعمیر انجنئرنگ حوالوں سے کافی اہمیت کا حامل ہے جیسا کہ تازہ پانی کی فراہمی اور وادیوں سے پانی کا پھیلاؤ شہروں کی جانب کرنا ایک یادگار ہے۔انہوں نے دریاؤں اور جیلوں پر پل تعمیر کیے۔[17] سلیمیہ مسجد میں ساڑھے اکتیس میٹر عریض گنبد آٹھ ستونوں پر قائم کیا گیا ہے۔بیرونی زمین کا خاکہ مربع ہے، جو بعد میں آٹھ پہلو ہو جاتا ہے۔اصلی عمارت کے گرد بلند قامت چار مینار کھڑے ہیں۔[18]

اس طرح سنان کا ایک اور شاہکار "سلیمانیہ مسجد" ہے جو استنبول کی سب سے خوبصورت اور بڑی مسجد ہے۔یہ مسجد سلیمان عالیشان کے حکم پر تعمیر ہوئی۔یہ مسجد عثمانی فن تعمیر کا ایک بہترین شاہکار ہے۔اس مسجد کا گنبد ۱۷۴ فت بلند ہے جبکہ گنبد کا قطر ۹۰ فٹ ہے اس کی تعمیر کے وقت یہ سلطنت عثمانیہ میں سب سے اونچا تھا اس مسجد کے چار مینار ہے اور مسجد کا مرکزی حال تقریبا مربع شکل کا ہے۔مسجد کا محراب اور گنبد سفید سنگ مرمر سے بنائے گئے ہیں۔[19]

آخری دور:

یہ دور ۱۶ ویں صدی عیسوی کے آخر سے ۲۰ صدی عیسوی پر محیط ہے۔۱۶ ویں صدی کے خاتمہ کے ساتھ ہی کلاسیکی طرز تعمیر میں تبدیلی لائی گئی۔نئے طرز کی امتیازی شان یہ ہے کی اس میں شعلے جیسی لکیروں کے ذریعہ تزئین کا کام کیا گیا اور کھڑکیوں اور خمدار شکلوں کا زیادہ استعمال اور بڑھتے ہوئے یورپی اثر ورسوخ کو ان عمارتوں میں جگہ دی گئی۔[20] اس دور میں فرانس اور اٹلی سے تعلقات کی بناپر عثمانی معماروں پر روکوکو (Rococo) کا اثر نظر آتا ہے۔یہ انداز باروق (Baroque) کہلایا جاتا ہے۔[21]

فن تعمیر کا باروق انداز یورپ سے سے استنبول تک احمد ثالث کی دور حکومت (۱۷۰۳-۳۰ء) میں پہنچا۔احمد ثالث ٹیولپ (Tulip) بادشاہ کی حیثیت سے مشہور تھے کیونکہ وہ ہر سال محل کے باغات میں ٹیولپس (Tulips) کے کھلنے پر شاندار تہوار منایا کرتے تھے۔اس دور میں بہت سے خوبصورت فوارے بنائے گئے جس میں سب سے بڑی وہ ہے جو "توپ کاپی سرائے" (Top kapi) کے شاہی دروازے کے سامنے

والے مربع میں واقع ہے، جس کو احمد ثالث نے ۱۹۲۷ء میں تعمیر کیا تھا۔ بروق طرز کا پہلا شاہی کمپلیکس مسجد " نور و عثمانیہ جامع "(Nuruosmaniya Camii) ہے۔[22]

اس مسجد کی تعمیر محمد اول نے ۱۷۴۸ء میں شروع کی اور اسکے بھائی اور جانشین عثمان ثالث نے ۱۷۵۵ء میں اس کو مکمل کیا۔ یہ مسجد بھی مربع نما ہے جس کو محرابی گنبدوں نے ڈھانپا ہوا ہے مگر سخت کلاسیکل جو میٹری میں تبدیلی لائی گئی ہے۔اس کا محراب ایک ہشت پہلو قوسی شکل والے ڈھانچے پر کھڑا کیا گیا ہے جو ادرنہ کی ''سلیمیہ مسجد '' سے معمولی فرق کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ سب سے زیادہ پُر تاثیر خوبی اس عمارت کی وہ صحن ہے جو ایک ہشت پہلو ''D'' شکل میں بنایا گیا ہے جس میں وہ سیدھا کنارہ بھی ہے جو مسجد کے سامنے والے سائبان کو بنانے کا سبب ہوا ہے۔اس کا صحن بھی عام معمول کے خلاف ہے کیونکہ شمالی جانب کے دونوں داخلی راستوں کے اوپر والے محرابی گنبدوں کو قوس نما کھڑکیوں کے سلسلوں نے چھیرا ہوا ہے جو دوسری جانبوں میں لگی ہوئی قوس نما کھڑکیوں میں گزرنے والی روشنی کو بڑھا دیتے ہیں۔[23]

استنبول کی با روق طرز کی مساجدمیں سب سے عمدہ لالیلی کامی(Laleli Camii) ہے جو ٹیولپ مسجد ہے جس کو طاہر آغا نامی عظیم اور حقیقی تُرکش باروق معمار نے ۱۷۵۹-۶۴ء میں مصطفیٰ ثالث کے لیے تعمیر کیا تھا۔[24] "لالیلی کامی "میں نماز والے ہال کو مربع کی بجائے تکونی شکل کا بنانا،اس طرح بڑی محرابی گنبدوں کے دو جانب والے راستوں کا کاٹنا اور ان کو خارجی آرکیڈ میں کیا جانا وغیرہ۔[25]

۱۹ویں صدی کی عمارتوں میں یورپ کے نقشوں کا اثر دیکھا جا سکتا ہے۔ان جدید اشکال میں سب سے اہم کلاک ٹاور ہے جو عثمانی سلطنت کے تمام شہروں میں تعمیر ہوئیں تھیں اسکی قدیم ترین مثال نصریتیہ (Nusretiya) کے باہر جامع ہے جو استنبول میں ہے ، جس میں ایک تین منزلہ لکڑی والا ٹاور ہے۔ دوسری قدیم مثالیں یوزگاٹ(Yozgat)اور ادانہ (Adana)میں ہیں۔یورپ کا اثر استنبول میں ''توپ قاپی'' کے شاہی محل میں دیکھا جا سکتا ہے جو باسفورس دریا کے کنارے واقع ہے۔اس طرح دولما باغیچہ محل (۱۸۵۳ء)کی عمارت یورپی طرز پر بنائی گئی ہے،اس میں مشہور تخت کا کمرہ ہے جس کی پیمائش ۴۶/۴۴ میٹر ہے۔اس دور کے قابل ذکر عمارتوں میں واکف حان (Vakif Han) کی عمارت جو ۱۹۱۴ میں تعمیر ہوئی تھی اور دوسری مثال استنبول کا بڑا ڈاکخانہ ہے جو ۱۹۰۹ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ان دونوں عمارتوں میں قرون وسطیٰ اور ابتدائی طرز کی عمارتوں کی خصوصیات بھی داخل کی گئیں تھیں۔اس میں جدید طرز تعمیر اور جدید مواد کا استعمال عام ہوا۔[26]

عثمانی فن تعمیر کی خصوصیات:

تقریباً پانچ سو سال تک دولت عثمانیہ نے اس علاقے پر حکومت کی جواب ۱۵ سے زیادہ جدید ریاستوں کے زیر تسلط ہے۔اس کے نتیجہ میں وہاں پر تعمیر شدہ عمارات میں اکثریت اس علاقہ کی تاریخی فن تعمیر کی نمائندگی کرتی ہے ۔ان علاقوں میں عثمانیوں کی موجودگی کا احساس یہاں پر شاہی تعمیری ڈھانچوں کے کھڑے ہونے سے ہوتا ہے جیسے کہ قلعہ جات، مساجدمحلات، مسافر خانوں کی تعمیر، جوکہ امتیازی حد تک اتنی دوری کے باوجود اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھتی ہیں۔[27] عثمانی حکومت کی چھٹی صدی کے دوران فن تعمیر کا شعبہ ایک ثقافتی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔اس سے پہلے عثمانی فن تعمیر ایرانی اور وسط ایشیائی تعمیری روایات کا گٹھ جوڑ تھا۔جونہی سلطنت بازنطینی حکومت، بلقان کے قریبی مشرقی علاقہ اور مصر تک وسعت اختیار کر گیا تو یہ مختلف ثقافتوں کا مجموعہ بنا، جیسے تعمیراتی اصول، قسمیں اور تزین وآرائش یہ سب عثمانی فن تعمیر میں شامل ہوا۔[28]

عثمانی دور کی تعمیری آرائش:

عثمانی دور حکومت کی تعمیرات میں زیادہ تر پکی اینٹوں، کٹے ہوئے چونے کے پتھر اور لکڑی کا استعمال ہوتا تھا جبکہ سنگ مرمر، چمکدار ٹائلز اور رنگدار و سادہ شیشے خوبصورتی وزیب وزینت کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ابتدائی تعمیرات میں پکی اینٹوں کا استعمال کثرت سے ہوا جو بازنطینی تعمیراتی روایات سے لیا گیا تھا۔اکثر مسلسل اینٹوں کی تہوں اور متبادل انداز میں کٹے ہوئے پتھروں کی اینٹوں کی تہوں کے ساتھ ایک عمارت تعمیر کی جاتی چنانچہ "ہیسی اوزبک جامع" تین تہوں سے بنی ہے۔بعد کے تعمیرات میں کٹے ہوئے چونے کے پتھروں کا استعمال ایک عام معمول بن گیا۔پہلے اینٹ کے ساتھ جوڑ کے اور بعد میں اکیلے استعمال ہوتا تھا۔۱۶ویں صدی کے ابتداء سے زیادہ تر عمارتوں کے سامنے والے حصوں کو کٹے ہوئے چونے کے پتھروں سے مزین کیا گیا۔[29]

عثمانی دور کی تعمیرات میں قدیم اور بازنطینی سنگ مرمر کو عمارات میں کالموں کے بنانے اور تزئین کے لئے استعمال کیا گیا—بعد کے ادوار میں جب سنگ مرمر کی کمی پڑ گئی تو مصنوعی سرخ رنگ کا سنگ مرمر بھی استعمال کیا گیا جس کی مثال سلطان سلیمان کا مزار ہے۔عثمانی تعمیرات کی ایک اور امتیازی خصوصیت پولی کروم چمکدار ٹائلز کا دیواروں کی تزئین کے لیے استعمال ہے۔۱۳ویں صدی تا ۱۵ویں صدی یہ ٹائلز استعمال ہوتے تھے، جیسے کے " یسلی جامع" کی تعمیر جو ازنیق شہر میں ہوئی۔مسجد کی کھڑکیاں زیادہ تر پلستر کئے ہوئے چھوٹے فریموں میں لگائے گئے "منقش"، شیشوں سے مزئین کی جاتی تھیں۔اکثر وبیشتر رنگدار شیشہ استعمال کیا جاتا تھا مگر معمار سنان نے صاف شیشہ استعمال کرنے کو ترجیح دی۔[30]

مساجد کی خصوصیات:

عثمانی فن تعمیر میں مساجد کا تعمیری انداز بہت اہمیت کا حامل ہے۔پہلے مساجد صرف ایک گنبد یا لکڑی سے بنے ہوئے چھت سے تیار کی جاتیں۔جیسے ہی مملکت کی معاشی حالت میں بہتری آئی۔مساجد کا تعمیراتی مرحلوں میں خوبصورتی اور وسعت آئی۔ایک گنبد کے بجائے بہت سارے گنبد، کھلے صحن، ارد گرد گزر گاہیں اور اطراف میں برآمدے بنے۔[31] دو بڑے رحجانات عثمانی مساجد کی خصوصیات بیان کرتے ہیں۔پہلے نمبر پر ان کو ایک کمپلیکس یا کثیر الفعلی عمارات میں قائم کرنا تھا۔اگرچہ یہ کمپلیکسز پہلے سے سلجوق،اناطولیہ اور ایران میں پائے جاتے تھے،لیکن عثمانیوں نے ان میں تبدیلیاں لائیں اور کمپلیکسز کے حصوں کو بڑھایا اور ان کو پہلے سے زیادہ شہری طرز زندگی کے موافق کیا۔دوسرا رحجان عمارات میں بڑے پیمانے پر ایک اہم حصہ کے طور پر گنبد کا استعمال تھا۔۱۳۷۴ء تک ادرنہ میں "یوسی سریفیلی" سے آگے تک بڑے مساجد کے نماز والے ہال پر بڑے بڑے گنبدوں کا غلبہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ محرابی صحن منسلک ہوتا تھا۔معمار سنان کے دور میں اس قسم کے شاہکار عروج پر پہنچ گئے تھے جن کی مثالیں شہزادہ،سلیمیہ اور سلیمانیہ مساجد ہیں۔انکی مساجد کی خصوصیات میں پشتہ بندی دیکھی جاسکتی ہے، جن کے درمیان وقفہ وقفہ سے پہلے کے مقابلہ میں زیادہ کھڑکیاں پائی جاتی ہیں ۔[32]

عثمانی دور کے مساجد میں تزئین کے لیے بازنطینی سنگ مرمر کا استعمال کیا جاتا تھا۔مصنوعی سنگ مرمر کا استعمال بھی کیا جاتا۔مصنوعی سنگ مرمر عام طور پر محرابوں کے کناروں کو بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔مسجد کی کھڑکیاں زیادہ تر پلستر کئے ہوئے فریموں میں لگائے گئے ''منقش'' شیشوں سے مزئین کی جاتی تھیں۔زیادہ تر رنگ شدہ شیشہ استعمال کیا جاتا مگر معمار سنان بڑی مقدار میں روشنی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے صاف شیشہ استعمال کرنے کو ترجیح دی۔ایک اور خصوصیت چمکدار ٹائلز کا دیواروں کی تزئین کے لیے استعمال تھا۔جیسے کے "یسلی جامع" کی تعمیر جوازنیق میں ہوئی اور اسی طرح استنبول میں "ایواز آفندی جامع" کے کالموں میں ٹائلز محراب کی دونوں جانب پر رکھے گئے ہیں۔[33]

مدارس کی خصوصیات:

عثمانیوں کے مدارس آجکل کے اعلی سکولوں اور یونیورسٹیوں کے قائم مقام تھیں۔یہ عموماً ایک منزلہ کھلی صحن کیساتھ ارکیڈ کناروں سے مزین تھیں۔اور جس میں طلباء کے لیے مختلف پڑھنے کے شعبے تھے۔مدارس کے عموماً گنبد سے ڈھانپے ہوئے بڑے ہالوں میں طلباء کے لیے کلاسیں ہوا کرتی تھی۔ان مدارس میں طلباء شاہی ادارہ وقف کے زیر انتظام تھے۔محمد دوم اور سلیمان عالیشان کے دور میں کئی مدارس تعمیر ہوئی۔[34]

حمام کی خصوصیات:

عثمانیوں نے کمرشل اور رہائشی علاقوں میں حمام تعمیر کرائے۔ ترکی حمام قدیم رومی ڈیزائن پر تعمیر کئے گئے۔ عام طور پر اس کے تین بنیادی حصے ہوتے تھے۔ سب سے پہلا اور بڑا کمرہ وہ ہوتا تھا جس میں لوگ لباس تبدیل کرتے تھے اور غسل کے بعد چائے پیتے تھے۔ اس کے بعد ایک عبوری کمرہ ہوتا تھا جو معتدل درجہ حرارت کا ہوتا تھا۔ یہ کمرہ حمام کے دہلیز کے طور پر کام کرتا ہے جو سرد ہوا کو ایک طرف سے باہر نکالتا اور دوسری طرف سے گرم ہوا اندر داخل کرتا ہے۔ اور پھر اصلی گرم کمرہ ہوتا تھا۔ ایک دیوار میں سے اس کمرے میں آتشدان نصب کیا جاتا تھا، جس کی دیکھ بال باہر سے کی جاتی ہے۔ بڑے حماموں میں دوہرے یعنی مردوں اور عورتوں کے حمام بھی ہوتے جن کے مدخل بالمقابل ہوتے تھے۔[35]

مکانات کی خصوصیات:

عثمانیوں کے اکثر و بیشتر عمارتیں پکی اینٹوں اور کٹے ہوئے چونے کے پتھروں سے بنائی جاتیں۔ عثمانی فن تعمیر میں لکڑی کا استعمال بھی بہت لازم تھا۔ یہ لکڑی والٹس، تیروں کو باہم جوڑنے اور باڑ بنانے کے لیے استعمال کی جاتی۔ گیلریز کو مزید نمایاں کرنے کے لیے بھی لکڑی استعمال کی جاتی نیز اوپر کو اٹھے ہوئے لکڑی کے چھتوں میں بھی استعمال ہوتی تھی۔ استنبول کے زیادہ تر مکانات میں لکڑی کا استعمال سب سے زیادہ رہا ہے۔[36]

عثمانیوں کے گھر دو منزلہ ہوا کرتے تھے جس کے ساتھ ایک باغیچہ متصل ہوتا تھا۔ نیچے کی منزل میں نوکر چاکر رکھتے اور اوپر کی منزل پر افراد خاندان کی سکونت ہوتی تھی۔ جہاں مرد حضرات رہتے وہ جگہیں سلاملق (Selamlik) کہلائی جاتی تھی۔ اسکا ایک ایسا دروازہ ہوتا جہاں مہمانوں کی خاطر مدارت ہوتی۔ عورتوں کا حصہ حرم کہلایا جاتا۔ جہاں باورچی خانہ اور انکے اپنے کمرے ہوتے۔ یہ جگہ عموماً باغ سے متصل ہوتا جہاں مختلف قسموں کے پھل ہوتے۔ اگر دو مکان بنائے جاتے تو ان کے درمیان ایک گزرگاہ مہیا کی جاتی۔[37]

خلاصہ بحث:

خلافت عثمانیہ کی ترقی اور اس کی خوشحالی کا اندازہ اس کی شاندار عمارتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس وقت کے حکمرانوں نے جہاں اپنی سلطنت کو علوم وفنون سے ترقی دی وہاں انہوں نے فن تعمیر کی طرف توجہ دے کر ایسی عمارتیں بنائی جو مختلف طرز تعمیر سے متاثر تھیں اور آخر میں عثمانی طرز تعمیر کے نام سے مشہور ہوئیں۔

1۔ ابتدائی طرز تعمیر سلجوقیوں کے طرز تعمیر سے متاثر ہوا۔ مسجدوں میں ایک گنبد سے لے کئی گنبدوں کا اضافہ کی گیا۔

2۔دوسرا دور بازنطینیوں کی طرز پر عمارتیں تعمیر کی گئ جس میں وضو کرنے کی جگہیں اور فوارے نسب کئے گئے۔اس میں میناروں اور بالکونیوں کا خوبصورت اضافہ کیا گیا ہے۔

3۔ تیسرے دور میں خمدار کھڑکیوں کا استعمال کیا گیا اور بے تحاشا نقش ونگاری کی گئ۔

اس کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کا سنگ مرمر، منقش شیشوں اور چمکدار ٹائلز کا بھی استعمال کیا گیا جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

حوالہ جات

References

---

[1] https://ur.wikipedia.org/wiki

[2] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture. Routledge 11 new fetter lane, London EC4P 4EE,1996,P 218

[3] Mehmood Qasim, Islami encyclopedia , al Faisal Urdu bazar, Lahore, pp. 1270.

[4] www.dailysabah.com/religion/2017/07/11/first-ottoman-masjid-still-serving

[5] Petersen Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 218

[6] Lapidus,Ira M, *Sultanates and Gunpowder Empires*, . Esposito, Ed. John L , The Oxford History of Islam, Oxford University Press, 1999,P 371.

[7] Petersen Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 218

[8] Mustafa, Faris Ali ,Hassan, Sanusi Ahmad, Mosque layout design: An analytical study of mosque layout in the early Ottoman period, Frontier Architecture Research,2013, Vol. , Issue ,P 3

[9] Saoud, Rabah , Muslim Architecture under Ottoman Patronage, Foundation for science Technology and civilization ,FSTC Limited, Manchester, UK ,July 2004.P 5-7

[10] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 219

[11] freely John, A history of ottoman architecture, wit press Southampton, Boston,2011,P 42

[12] Agoston Gabor ,Master Burce, Encyclopedia of Ottoman Empire, Facts on File, New York 2009,P 48

[13] Urdu Daira Ma'arif Islamia, Urdu department, The University of Punjab, Lahore, 2006, v 15, pp. 756

[14] Herald, Qustuntunia, fiction house, Lahore, 1999, pp. 225

[15] Ibid, pp. 227

[16] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 221

[17] Agoston Gabor ,Master Burce , Encyclopedia of Ottoman Empire, P 50

[18] Urdu Daira Ma'arif Islamia, Urdu department, The University of Punjab, Lahore, 2006, v 15, pp. 757

[19] Khan, Faqirullah, Khobsorat masajid, Darul Salam, pp. 148

[20] Petersen Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P223

[21] Agoston Gabor ,Master Burce , Encyclopedia of Ottoman Empire, P51

[22] freely John, A history of ottoman architecture, P 33

[23] Petersen Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P223

[24] freely John, A history of ottoman architecture, P 23

[25] Petersen Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 224

[26] Ibid
[27] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, Routledge 11 new fetter lane, London EC4P 4EE,1996,P 216
[28] Agoston Gabor ,Master Burce, Encyclopedia of Ottoman Empire, Facts on File, New York 2009,P 46
[29] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 217
[30] Ibid
[31] Agoston Gabor ,Master Burce, Encyclopedia of Ottoman Empire, P 47
[32] Khan ,Bernard O, Mosques the 100 mosticomc Islamic houses of worship, Assouline 3 park Avenue, New York ,2018,P 28-29
[33] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 217
[34] Agoston Gabor ,Master Burce, Encyclopedia of Ottoman Empire, P 47
[35] freely John, A history of ottoman architecture, wit press Southampton, Boston,2011,P27-26
[36] Petersen, Andrew, Dictionary of Islamic Architecture, P 217
[37] Urdu Daira Ma'arif Islamia, Urdu department, The University of Punjab, Lahore, 2006, v 15, pp. 762